چڑیا کی خبر اور ناکام سازش

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

01-22-2013

2013ء پاکستان میں عام انتخابات کا سال ہے اور تین بڑوں کی رخصتی کا سال بھی۔ سال کا آغاز سیاست میں حیران کر دینے والے اجتماعات سے ہوا، حیرانی اس لیے کہ ہمارے ''سینئر تجزیہ نگار'' اور ''سینئر سیاست دان'' ان اجتماعات کی شدت کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور نہ ہی توقع۔ اسی لیے 23 دسمبر 2012ء کو منہاج القرآن کے پلیٹ فارم کے زیر اہتمام ڈاکٹر طاہر القادری کے جلسے نے جہاں سونامی کی ہم عصر تاریخ کی دھندلا دیا وہیں پر اقتدار کی دونوں سیاسی طاقتوں کو پریشان کر دیا کیوں کہ اس جلسہ عام میں ڈاکٹر طاہر القادری نے بھرپور انتخابی اصلاحات کا مطالبہ کیا تھا جس کی 1973ء کے آئین میں گنجائش موجود ہے۔

سیاست میں سازشوں کے متلاشی نے ڈاکٹر طاہر القادری کی آمد اور ان کے حیران کر دینے والے جلسے میں سازشوں کی تلاش شروع کر دی۔ ٹی وی سکرینوں پر سازشوں کے بیچ پیش گوئیاں اور تجزیہ پیش کرنے والے اب اس بڑے عوامی اجتماع سے اپنے تجزیوں کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے کہ ''ہم نہ کہتے تھے کہ انتخابات نہیں ہوں گے، اب تو اگلے تین برسوں کے لیے غیر منتخب لوگوں کی نگران حکومت بنائی جائے گی۔'' خواہشوں کی چڑیا اڑانے والے ان ٹی وی تجزیہ نگاروں نے پچھلے دو برسوں سے یہ رَٹ لگائی ہوئی ہے کہ بس اب نگران سیٹ اپ قائم ہونے جا رہا ہے جو اگلے تین برسوں میں گند صاف کرے گا۔ یہ ''چڑی باز'' تجزیہ نگار ممکن ہے اس پیش گوئی کو حقیقت میں بدلنے میں اپنا کردار بھی ادا کرنا چاہتے تھے کیوں کہ وہ ملک معراج خالد کی نگران حکومت میں ''نگرانی مشیر'' رہ چکے ہیں اور سیاست میں آنے کے لیے ان کے پاس نگران حکومت کے سوا اور کوئی راستہ ہی نہیں۔ ان کی چڑیا کئی ہزار میل کا سفر کر کے یہ خبر لاتی ہے کہ نگران حکومت بس آنے والی ہے۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی یہ چڑیا پچھلے دو تین برسوں سے بار بار نامراد پیش گوئیاں کر کے اب بری طرح دل ہار چکی ہے۔ یہ ''چڑی باز'' تجزیہ نگار ہزاروں میل رابطوں میں اپنی دوستی کی ایک تاریخ رکھتے ہیں۔ اس لیے تو انہوں نے بھارت کے ایک دورے کے دوران ''ریاست ہلا دینے'' والا بیان داغا اور وطن واپسی پر اُن کو نواز شریف کی حکومت نے گرفتار کر کے ''نامعلوم مقام'' پر پہنچا دیا اور پھر ان کی رہائی پر سینٹرل انٹیلی جینس ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر لینگلے ورجینیا ہی متحرک نہ ہوا بلکہ امریکی صدر نے حکومت پاکستان سے اس اسیر کی رہائی کا مطالبہ کر کے ''اپنا بندہ چھڑا لیا''۔ یہ ''چڑی باز'' تجزیہ نگار، ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت میں بلوچستان میں برپا بغاوت میں بھی ہزاروں میل کی دوستی میں اہم کردار ادا کر چکے ہیں۔ اُن دنوں ان کے ذمہ اسلحے کی ''خرید و فروخت کی ذمہ داری'' سونپی گئی تھی۔ ہمارے یہ ''چڑی باز'' تجزیہ نگار چوں کہ ایک تجارت پیشہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے ''لین دین'' کا فن وہ خوب جانتے ہیں۔ لیکن صد افسوس کہ ان کی چڑیا کی خواہشات اور سازشوں بھری خبریں عمل پذیر نہ ہو سکیں۔ بھیڑ چال کے عادی ہمارے بیشتر قلم کار بھی ایک دوسرے کے تجزیوں ہی میں گم صم رہے۔

23 دسمبر 2012ء کے بعد پاکستان کے ایک اہم سیاسی رہنما نے اپنے خدشات کی بنیاد پر مجھے فون کیا اور ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ تقریباً دو اڑھائی گھنٹے طویل ملاقات میں اس سیاسی رہنما کو میں نے یہ تجزیہ کر کے روانہ کیا کہ آپ تسلی رکھیں، انتخابات ہر صورت ہوں گے۔ انتخابات نہ ہونا ''چڑی بازوں'' کی سازش ہے، ممکن ہی نہیں کہ اقتدار کی مقامی طاقتیں ایک غیر نمائندہ، غیر منتخب تین سالہ نگران سیٹ قائم کر دیں ایسے میں تو پاکستان کی تمام چھوٹی بڑی سیاسی جماعتیں اس غیر معروف نگران حکومت کے خلاف گرینڈ الائنس بنا کر سڑکوں پر نکل آئیں اور ملک ایک اور انارکی کی طرف چلا جائے اور ایسے میں ''چڑی محلے'' والے اپنے "Destablized Pakistan" کے ایجنڈے کو قریب تر کر دیں۔ پاکستان کے اس معروف سیاست دان کا ایک سوال پر زور تھا کہ پھر اقتدار کے مقامی ماسٹرز اس سارے کھیل سے کیا چاہتے ہیں؟ ہمارا جواب تھا کہ اسمبلی کے حکومتی اور اپوزیشن سیاسی دھڑوں نے طے کر لیا ہے کہ بیسیویں آئینی ترمیم کے تحت دونوں کی باہمی رضامندی سے نگران وزیر اعظم اور انتخابات کے لیے نگران حکومتیں قائم کی جائیں گی، بس اس سارے کھیل میں اب یہ ممکن نہیں رہے گا۔

اسلام آباد میں ڈاکٹر طاہر القادری کا شاندار مارچ حالیہ سیاست پر جو گہرے اثرات مرتب کر گیا، اس بارے میں ''چڑی باز'' تجزیہ نگار ہی ششدر نہیں بلکہ حکمران طبقات میں بھی ہلچل مچ گئی۔ قومی اسمبلی کی اپوزیشن نے لاہور میں اپوزیشن جماعتوں کا اجلاس منعقد کیا تو قومی اسمبلی کی حکمران جماعتوں نے جناب آصف علی زرداری کے ہاں اپنی اتحادی جماعتوں کا اجلاس کیا۔ اسلام آباد کی سڑکوں پر سراپا احتجاج لوگ عام پاکستانی تھے جو بندوق کی نوک اور بم کی دہشت سے تبدیلی کے خواہاں نہیں بلکہ عوامی طاقت کے بل پر حکمرانی کی طرز بدلنے کے خواہاں ہیں۔ افسوس کہ اس اجتماع کی دہشت کو درمیانے طبقے سے تعلق رکھنے والے بیشتر کالم کار محسوس نہ کر پائے، لیکن سماج کی اشرافیہ اس کی دہشت سے پوری طرح آگاہ ہے، اسی لیے تو اسلام آباد کی طرف ہماری تاریخ کے اس پہلے بھرپور اجتماع سے ان کے محلات میں سراسیمگی پھیل گئی۔ اور اس تناظر میں انتخابی اصلاحات کے متمنی ڈاکٹر طاہر القادری کے لانگ مارچ اعلامیہ کے ذریعے جو اہم پیش رفت ہوئی اس کا اندازہ اگلے چند ہفتوں میں ہونا شروع ہو جائے گا۔ اوّل یہ کہ حکمران اتحاد اب اعلامیہ لانگ مارچ کے مطابق نگران وزیر اعظم طے کرنے میں ڈاکٹر طاہر القادری سے اتفاق کا پابند ہوگا۔ جی ہاں قومی اسمبلی میں حکمران اتحاد، قومی اسمبلی کی اپوزیشن سے اتفاق سے پہلے جس شخص پر اتفاق کرے گا اس کی حتمی منظوری میں ڈاکٹر طاہر القادری کا راضی ہونا لازمی ہے، یعنی اب اس فیصلے کے تین فریق ہوئے۔ اور یہ فیصلہ طے اسی صورت میں ہوگا جب ڈاکٹر طاہر القادری طے کریں گے، اور وہ کس کو نامزد کریں گے اس بارے میں یقیناً وہ اپنے ''دوستوں'' سے مشورہ کریں گے اور اسی طرح آرٹیکل 62-63 ایک باقاعدہ پراسیس کے ذریعے عمل پذیر ہوگا اور یوں آئندہ انتخابات میں اعلامیہ لانگ مارچ مستقبل قریب کی سیاست میں گہرے اثرات مرتب کرے گا جس میں یہ مطالبہ بھی اٹھے گا کہ اگر وزیر اعظم غیر سیاسی اور غیر جانب دار ہونا چاہیے تو صدر کا بھی کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہ ہو اور پھر انتخابات کا انعقاد ہو۔ اقتدار کی حالیہ بساط وقت کے ساتھ لپیٹی جائے گی اور ممکن ہے کہ تین بڑوں میں سے ایک بڑے کے پَر کاٹ دیئے جائیں اور وہ اپنے ایوان میں بے اختیار ''بڑا'' بنا رہے اور انتخابات کا عمل جاری و ساری رہے اور ایک طاقتور غیر جانب دار نگران وزیر اعظم نئے انتخابات منعقد کروائے جو کسی کی نہ سنے اور پھر جو جیتے وہی پائے۔ لیکن ایک بات طے ہے کہ ''چڑی محلے'' والوں کی ایک نہیں چلی۔